**میری زندگی کے ۷۵ سال** آپ بیتی از جناب اعجاز الحق قدوسی مرحوم۔ ناشر: مکتبۂ اسلوب پوسٹ بکس ۲۱۱۹ - کراچی ۱۸۔ کاغذ بہت اچھا نہیں، کتابت و طباعت متوسط۔ صفحات: ۲۸۸، مجلد مع رنگین گردپوش۔ قیمت: ۶۰/- روپے۔

سفر ناموں، خطوط کے مجموعوں، شخصیتوں کے خاکوں اور کرداروں کی طرح "آپ بیتی" بھی بہت دلچسپ صنف ہے۔ اس کے متعلق مجھے جو کچھ کہنا تھا، ڈاکٹر جمیل جالبی کے الفاظ میں پیش کرتا ہوں:

"ہر باشعور انسان کی زندگی، اس کی جدوجہد، کشمکش، عمل و ردِ عمل کی لہریں، روایت و انحراف کے دائرے، عملِ تغیر کی نئی نئی صورتیں ایسا مواد فراہم کرتی ہیں کہ ان سب کا بیان ناول کی طرح دلچسپ بن جاتا ہے...... انسان کے باطن میں چھپی ہوئی رُوح جلوہ فگن ہوتی ہے اور دل کی آواز میں رَس گھولنے لگتی ہے۔"

"مولانا کے لکھنے کا اپنا انداز ہے جس میں ادبی شائستگی، حضرت انسان کی نرم مزاجی، ہماری روایتی شعر پرستی، اور بات کو میٹھے سلونے لہجے میں کہنے کے تخلیقی عمل نے ایسا رس گھول دیا ہے کہ اُن کی عبارت دل موہ لیتی ہے"۔

" اس خود نوشت میں ہماری ملاقات ایسے بہت سے انسانوں سے بھی ہوئی ہے جنھوں نے انسانی رشتوں کو تقدس عطا کیا ہے، جنھوں نے گرتوں کو سہارا دیا ہے، جنھوں نے علم و فضل سے معاشرے کو روشنی عطا کی ہے، جنھوں نے بے لوثی و ایثار کا چراغ روشن کرکے انسانیت کو زندہ رکھا ہے، جنھوں نے اس صدی کے بڑے حصے کی نمائندگی کی ہے اور جو اَب "تاریخ کا حصہ بن گئے ہیں"۔

مولانا اعجاز الحق قدوسی کی پیدائش ۱۹۰۵ء میں جالندھر کے محلہ پنج پیراں میں ہوئی۔ والد کا اسمِ گرامی شاہ ظہور الحق تھا۔ سلسلۂ نسب تیرھویں پشت میں دسویں صدی کے مشہور عالم و درویش شیخ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ سے جا ملتا ہے۔ آبائی وطن بھی قصبۂ گنگوہ ضلع سہارنپور ہی تھا۔

اعجاز الحق قدوسی صاحب کی داستان اپنے اندر بڑے اہم اسباق لیے ہوئے ہے، ان کا دورِ ابتدا جس کٹھنائی میں گزرا، وہ کسی بھی کم ہمت آدمی کے لیے قدم قدم پر دل توڑ دینے کے سامان رکھتی تھی۔ مگر اعجاز الحق صاحب کانٹوں اور پتھروں پہ پاؤں رکھتے ہوئے بڑھتے ہی چلے گئے اور